اسلامی حکومت کا قیام اور اسکے نفاذ کا عملی خاکہ

...... قسط نمبرا

تحریر:۔ شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ الله۔

اسلامی نظام حکومت کیا ہے۔ اور اس کے قیام کا کیا مقصد ہے اور اس کا قیام کس طرح ممکن ہے اور اسکا عملی خاکہ کیا ہے اس پر بحث کا آغاز کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ کائنات رنگ و بو کیوں پیدا کی گئی۔ اس کا خالق کون ہے اور اس کا اس کائنات سے کیا تعلق ہے۔ اس کائنات میں انسان کا مقام کیا ہے اور اس کا مقصد تخلیق کیا ہے۔ اور اس کائنات کے خالق و مالک سے اس کا کیا تعلق ہے۔

قرآن مجید میں ان مباحث و مسائل کو گوناں گوں اور مختلف اسالیب میں بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ انسان کے لئے ان کا سمجھنا ممکن اور آسان ہو جائے۔

کائنات کیوں پیدا کی گئی ہے :۔ آسمان وزمین و ما بینھما کو کیوں وجود ملا ہے۔ اس کی آفرینش کا مقصد اور غایت و سبب کیا ہے قرآن مجید اس سلسلہ میں مختلف پیرایہ بیان اختیار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

سورۃ ص میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما خلقنا السماء و الارض وما بینھما باطلا ذالک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار ٥۔ ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کا الفجار ٥ کتاب انزلناہ الیک مبٰرک لیدبروا آیتہ ولیتذکر اولوا الالباب (پ ۲۳ آیت نمبر ۲۷تا۲۹)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں بے حکمت' عبث نہیں پیدا

کیں یہ ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا' تو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا دوزخ کی ہلاکت ہے کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے زمین میں فساد مچانے والوں کی طرح کر دیں گے۔ یا ہم حدود و قیود کی پابندی کرنے والوں کو فاجروں بدکاروں کی طرح بنا دیں گے۔ یہ نہایت مبارک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کریں اور صاحب عقل اس سے یاد دہانی حاصل کریں۔

ان آیات مبارکہ میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ ایسے دن کی آمد کیوں ضروری ہے جس میں ہر انسان اپنے رب کے حضور پیش ہو اور جواب دے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار کو صحیح استعمال کیا یا غلط؟

فرمایا اس دن کی آمد اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا دن نہ آئے تو اس کا معنی ہو گا یہ دنیا ایک بالکل عبث اور بے مقصد چیز ہے جس میں خیر و شر' نیکی و بدی' حق و باطل اور جائز و ناجائز' غلط اور صحیح میں کوئی فرق و امتیاز نہیں فرمایا۔ دنیا کو فضول اور بے کار وہ لوگ سمجھتے ہیں جو حساب و کتاب کے منکر ہیں اور اس دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور یہی لوگ جو آخرت کے منکر اور جزا و سزا سے بے پروا ہیں آگ کی ہلاکت و تباہی سے دوچار ہوں گے پھر تعجب کے انداز سے سوال کیا کہ جو لوگ آخرت اور جزا کا انکار کرتے ہیں کیا ان کا تصور یہ ہے کہ ہم ایمان اور اس کے شایان شان رویہ اختیار کرنے والوں اور زمین میں فساد برپا کرنے والوں کو برابر کریں گے۔ یا اللہ سے ڈرنے والوں اور نافرمانوں کے ساتھ ہمارا سلوک یکساں ہو گا۔ حالانکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرض شناس اور ذمہ داری کو ادا کرنے والوں کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جائے جو فرائض سے غافل اور نافرمانوں کے لئے مخصوص ہوتا ہے آخر میں فرمایا کہ یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے جو بابرکت کتاب ہے جو دلوں کے لئے حیات بخش ہے اور اسکے اتارنے کا یہ مقصد ہے کہ جن کے اندر عقل ہے وہ اس کی آیات پر غور کریں اور ان حقائق سے یاد دہانی حاصل کریں جن کی معرفت پر ان کی دنیوی و اخروی کامیابی و کامرانی کا انحصار ہے۔

سورۃ انبیاء میں فرمایا۔ وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لٰعبین ○ ولو اردنا ان نتخذ لھوا الاتخذناہ من لدنا ان کنا فٰعلین (پ۱۷ آیت نمبر ۱۶،۱۷)

اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشہ کے طور پر نہیں بنایا۔ اگر ہم کوئی کھیل تماشہ ہی بنانا چاہتے تو خاص اپنے پاس ہی بنالیتے۔ اگر ہم یہ کرنے والے ہی ہوتے۔

یہاں اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ اگر اس دنیا کے پیچھے کوئی اور حساب و کتاب نہیں ہے یہ یوں ہی چلتی آئی ہے اور یوں ہمیشہ چلتی رہے گی کوئی نیکی کرے یا بدی، ظلم کرے یا انصاف، حق کو اختیار کرے یا باطل کو ترجیح دے، صحیح رویہ اپنائے یا غلط روش اختیار کرے، اس کے خالق کو اس کے خیر و شر سے کوئی غرض نہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس نے یہ کائنات محض اپنا دل بہلاوے کے لئے ایک کھیل تماشہ بنایا ہے جب تک اس کا ارادہ ہو گا وہ اس کو جاری رکھے۔ گا اور جب چاہے گا اس کی بساط لپیٹ دے گا یہ گویا کسی کھلنڈرے کا کھیل ہے جس کے پیچھے کوئی غایت و مقصد نہیں ہے۔ آخر میں فرمایا اس قسم کا کھیل اور کار عبث ہماری شان رفیع اور اعلیٰ صفات کے منافی ہے اگر بالفرض ہم نے یہ کام کرنا ہی ہوتا تو ہم اس کا سرو سامان اپنے پاس ہی کرلیتے۔ اس کے لئے آدم و ابلیس، حق و باطل، ہدایت و ضلالت، عدل و ظلم خیر و شر کی رزمگاہ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

سورۃ جاثیہ میں فرمایا۔ وخلق اللہ السمٰوات والارض بالحق وتجزیٰ کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون (پ۲۵ آیت نمبر ۲۲)

اور اللہ نے آسمان اور زمین کو غایت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس کے کیے کا۔ اور ان کی حق تلفی نہیں ہوگی۔

اس آیت میں یہ حقیقت نمایاں کردی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ایک غایت اور نہایت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ غایت و نہایت یہ ہے کہ ایک ایسا دن آئے جس

میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے اور ہر جان کو اس کے کئے کا بدلہ ملے اور کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔

سورۃ ھود میں فرمایا۔ ھو الذی خلق السمٰوات والارض فی ستہ ایام و کان عرشہ علی الماء لیبلو کم ایکم احسن عملا (پ ۱۲ آیت نمبر ۷) وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون اچھے عمل والا ہے۔

آیت کے اس حصے میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ کائنات کوئی بے غایت اور بے مقصد کارخانہ نہیں ہے۔ نہ یہ کوئی بازیچہ اطفال یا کسی کھلنڈرے کا کھیل ہے کہ یوں ہی پیدا ہوئی یوں ہی تمام ہو جائے۔ بلکہ انسان جو اس میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے لئے سب چیزیں پیدا کی گئی ہیں جیسا کہ سورۃ جاثیہ میں فرمایا۔

وسخر لکم مافی السمٰوات ومافی الارض جمیعا منہ ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یتفکرون (پ ۲۵۔ آیت نمبر ۱۳)

اور اس نے تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب کو اپنی طرف سے۔ بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

انسان کو کوئی شتر بے مہار نہیں چھوڑا گیا کہ کھائے پیئے عیش کرے اور ایک دن ختم ہو جائے۔

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اللہ تعالیٰ اس دنیا میں انسان کو ارادے کی آزادی اور خیر و شر کا امتیاز دے کر یہ امتحان کر رہا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے خیر کی راہ اپناتا ہے یا شر کی جیسا کہ اس کی تفصیل آرہی ہے۔

آیات مذکورہ بالا سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس نے یہ کائنات کیوں پیدا کی ہے اور اس کا مقصد و غایت کیا ہے۔

۱۵

انسان کو کیوں پیدا کیا گیا؟ :۔ اب آیئے اس بحث کی طرف کہ انسان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اور اس کی تخلیق کا مقصود و غایت کیا ہے اس مضمون کو بھی قرآن مجید میں مختلف اسلوبوں سے بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ قیامہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ایحسب الانسان ان یترک سدٰی ○ الم یک نطفتہ من منی یمنیٰ ○ ثم کان علقہ فخلق فسوٰی ○ فجعل منہ الزوجین الذکر والانثیٰ ○ ذلک بقادر علی ان یحی الموتیٰ (پ۲۹ آیت نمبر۳۶ تا ۴۰)

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ وہ بس یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ محض ٹپکائی ہوئی منی کی ایک بوند نہیں تھا پھر وہ خون کی ایک پھٹکی بنا اور اللہ نے اس کا خاکہ بنایا پھر اسکے نوک پلک سنوارے پھر اسے جوڑا۔ نر اور مادہ بنایا کیا وہ خالق مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔

ان آیات میں ان لوگوں کو جواب دیا گیا ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ کیا وہ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ انسان کو شتر بے مہار سمجھ کر چھوڑ دیا جائے گا۔ اس سے باز پرس نہیں ہوگی۔ اور اپنے کئے کی جزا و سزا سے دوچار نہیں ہوگا کیا وہ اپنی تخلیق و پیدائش کے مراحل و منازل پر غور نہیں کرتے کیا انسان کی پیدائش میں تدریج و ترتیب یا اہتمام و صنعت گری بلاوجہ اور بلا سبب ہے کیا جس کی پیدائش میں یہ اہتمام و انضباط ہے کہ جس کی تخلیق، ترکیب و ارتقاء میں اتنی صنعت و حکمت ہوئی۔ اس کے انجام کار کی طرف سے غفلت اور اسے محض بخت و اتفاق پر چھوڑ دینا عقل سلیم قبول کرتی ہے؟

سورہ مومنون میں فرمایا۔ افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ○ فتعالی اللہ الملک الحق لاالہ الاھو رب العرش الکریم (پ۱۸ آیت نمبر۱۱۵۔۱۱۶) تو کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بس یوں ہی بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔ تو بڑی ہی برتر ذات ہے اللہ بادشاہ حقیقی کی اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یعنی اگر تم جزا و سزا سے بے پرواہ بیٹھے ہو تو کیا تمہارا تصور اور نظریہ یہ ہے کہ ہم نے

تمہیں بے کار' بے غایت و مقصد پیدا کیا ہے پھر تم کسی دن مرجاؤ گے۔ اور حساب وکتاب کے لئے ہماری طرف تمہاری واپسی نہیں ہوگی۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت ہی بلند وبرتر ہے اس بلند و برتر ہستی کی شان میں یہ بات نہایت بعید ہے کہ وہ کوئی عبث کام کرے اور محض کھیل تماشہ کے طور پر ایک کائنات پیدا کرڈالے۔ وہ اس کائنات کا اصل اور حقیقی بادشاہ ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ نیک وبد ظالم اور منصف' باغی و سرکش' اطاعت گزار وفرمانبردار کیساتھ یکساں سلوک کرے۔ جبکہ اسکے سوا اور کوئی مقتدر اور بااختیار نہیں ہے پوری کائنات پر اس کی فرمانروائی ہے۔

سورۃ ملک میں فرمایا۔ تبارک الذی بیدہ الملک و ھو علیٰ کل شئی قدیر ○ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا و ھو العزیز الغفور ○ (پ۲۹ آیت نمبر ۱-۲)

بڑی ہی عظیم اور بافیض ہے وہ ذات جس کے قبضہ وقدرت میں اس کائنات کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت وحیات کا سلسلہ اس لئے شروع کیا کہ تمہارا امتحان کرے کہ تم میں کون سب سے اچھے عمل والا بنتا ہے اور وہ غالب بھی ہے اور مغفرت فرمانے والا بھی۔

ان آیات میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ اگر انسان اس کائنات کی نشانیوں میں صحیح طور پر غور کرے تو وہ یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اس کا خالق و مالک کوئی یا وہ لاابالی اور غیر ذمہ دار ہے جس نے یہ دنیا تو پیدا کرڈالی لیکن اس کے بعد اسکے خیرو شر سے لاتعلق ہو گیا اور اس کا اس کائنات سے کوئی واسطہ و تعلق نہیں رہا۔ بس وہ محض ایک محرک اول ہے جس سے ایک حرکت صادر ہو گئی۔ لیکن اس حرکت کے نتائج یا انعام سے اسے کوئی غرض نہیں یا وہ محض ایک خاموش علتہ العلل ہے جس کو اپنی معلولات سے علت ہونے کے سوا کوئی اور واسطہ نہیں ہے۔

اگر انسان صحیح طریقہ سے بالکل بے لوث اور غیر جانبدار ہو کر اس کائنات پر غور کرے گا

اور اسکے خالق کی صفات کا اس کے اندر جلوہ دیکھے گا تو اس پر حقیقت واشگاف ہوگی۔ کہ اسکا خالق بڑا ہی عظیم ہے اور ساتھ ہی بڑا فیاض اور حکیم بھی۔ جو بے پناہ قدرت کا مالک ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی کام بھی اس کے لئے مشکل یا ناممکن نہیں اس کی قدرت حکمت اور فیض بخشی ہی کا کرشمہ ہے کہ اس نے موت وحیات کا سلسلہ شروع کیا ان میں سے کسی ایک پر بھی اس کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ پھر موت زندگی پر مقدم ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت وحکمت اور اسکے فیض سے نیست سے ہست اور عدم سے وجود میں آئی ہے۔ عدم کے بعد وجود زندگی اور زندگی کے بعد موت اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات اور اس میں انسان کی تخلیق بے غایت و بے مقصد نہیں ہے اس نے اس کائنات کو پیدا کرکے اس لیے انسان کو وجود زندگی بخشی ہے۔ کہ وہ انسانوں کا امتحان لے کہ کون اس کی پسند کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اور کون اپنی من مانی کرکے اپنی خواہشات و اغراض کا بندہ بنتا ہے۔ اس امتحان واختیار کالازمی تقاضا کے طور پر ایک ایسا دن لائے گا۔ جس میں انسانوں کو از سر نو زندہ کرے گا تاکہ ہر انسان اپنے کئے کی جزا و سزا پائے وہ عزیز و غالب ہے اس لیے کوئی مستحق سزا کو اس کی پکڑ اور مواخذہ سے بچا نہیں سکے گا۔ اور وہ غفور بھی ہے اس وجہ سے جو اس کی مغفرت کے حقدار ہوں گے اس سے انہیں کوئی محروم نہیں کر سکے گا۔

کائنات و مخلوقات سے اس کا تعلق :۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کو پیدا کرکے اس سے الگ تھلگ نہیں ہو گیا وہ اپنی پیدا کردہ کائنات کا بادشاہ، فرمانروا اور مدبر و منتظم بھی خود ہی ہے۔

سورۃ زخرف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وھو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ وھوالحکیم العلیم ۝ وتبارک الذی لہ ملک السموات والارض ومابینھما وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون (پ ۲۵ آیت نمبر ۸۴، ۸۵)

اور وہی اکیلا آسمانوں میں معبود و مطاع ہے اور وہی زمین میں معبود و فرمانروا ہے اور وہی

تحقیق علیم و حکیم ہے اور بڑی ہی بابرکت و عظیم ہے وہ ذات جس کے اختیار میں آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کی بادشاہی ہے اور اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

یعنی وہ تنہا آسمانوں کا مدبر و منتظم اور فرمانروا ہے اور زمین میں بھی اس کی فرمانروائی و سروری ہے۔ اور تنہا اس کا حکم و ارادہ ان دونوں کے اندر کار فرما ہے وہ حکیم و علیم ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے وہ اپنے علم محیط اور قدرت کاملہ کی بنا پر کسی کے تعاون و مدد کا محتاج نہیں ہے وہ بڑا عظیم اور بڑا خیر و برکت ہے وہ آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا اکیلا ہی بادشاہ ہے اس لئے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے سامنے دم مار سکے۔ یا اسکی مشیت و ارادہ میں دخل اندازی کر کے خلل ڈال سکے۔ قیامت کی گھڑی کا صحیح اور یقینی علم صرف اس کے پاس ہے لیکن اس کی آمد قطعی اور برحق ہے۔ اور اس دن عارضی اور وقتی بادشاہتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔

سورۃ اعراف میں فرمایا۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النھار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین (پ۸ آیت نمبر ۵۴)

بے شک تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر متمکن ہوا ڈھانکتا ہے رات کو دن پر جو اس کا پوری سرگرمی کے ساتھ تعاقب کرتی ہے اور اس نے سورج اور چاند اور ستارے پیدا کئے۔ جو اس کے حکم سے تمہاری خدمت کر رہے ہیں خبردار کہ خلق اور امر اس کے ساتھ خاص ہے بڑا ہی بابرکت اور تمام جہانوں کا رب ہے۔

اس آیت میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کا خالق ہے جس نے سورج، چاند، ستارے اور دن رات کو پیدا کیا ہے جس نے اس کائنات کو بڑے اہتمام و حکمت سے بنایا سنوارا ہے وہی اس کائنات کا انتظام و انصرام کر رہا ہے۔ وہ اس کی تدبیر و انتظام سے

بالکل بے تعلق ہو کر کہیں گوشہ نشین نہیں ہوا وہ اس کے پیدا کرنے کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہو کر اس کے تمام امور و معاملات کا انتظام کر رہا ہے۔ اس نظام کائنات میں جو حرکت بھی ہو رہی ہے سب اس خالق ہی کی تدبیر و انتظام سے ہو رہی ہے۔ وہی ہے جو رات کو دن پر ڈھانکتا ہے اور اس کے حکم سے وہ بڑی سرگرمی اور مستعدی سے اس کا تعاقب کر رہی ہے وہی جس نے سورج اور چاند اور ستارے پیدا کئے ہیں اور وہ سب اس کے حکم کے پابند ہیں اور شب و روز جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنے اپنے معینہ فرائض انجام دے رہے ہیں مجال نہیں ہے کہ ایک پل کے لئے بھی غافل ہوں یا بال برابر اپنی حدود و قیود سے متجاوز ہوں کیونکہ حق یہی ہے۔ جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اس کا حکم و امر اس کے ہر گوشے میں چلے جس نے کائنات کو پیدا کیا ہے اس کے سوا کسی اور کا حکم و امر کس استحقاق کی بنیاد پر چل سکتا ہے۔ اس لئے تمہارا رب بھی وہی اللہ ہے جو کائنات کا خالق ہے اور بڑی عظمت اور خیر و برکت کا مالک ہے۔ لہذا تمہیں اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ سورۃ یونس میں اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستتہ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر مامن شفیع الامن بعد اذ نہ ذالکم اللہ ربکم فاعبدوہ افلا تذکرون ○ الیہ مرجعکم جمیعا وعداللہ حقا انہ یبدأُ الخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین امنوا وعملو الصٰلحت بالقسط والذین کفرو الھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون (پ ۱۱ آیت نمبر ۳۔ ۴ سورۃ یونس)

بے شک تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر متمکن ہوا۔ معاملات کا انتظام کر رہا ہے۔ اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارشی نہیں یہی اللہ تمہارا رب ہے پس اس کی بندگی کرو کیا تم یاد دہانی حاصل نہیں کرتے۔ اس کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے یہ اللہ کا پکا وعدہ ہے بے شک وہی خلق کا آغاز کرتا ہے پھر وہی

اس کا اعادہ کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اور درست کام کئے۔ ان کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور جنہوں نے انکار کیا۔ ان کے لئے ان کے کفر کی پاداش میں کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے۔

اس آیت میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہی تمہارا رب اور آقا و مولی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور خود ہی ان کا انتظام و انصرام کر رہا ہے کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے کسی کی سعی و سفارش سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکے گا۔ اس کے ہاں بھی اسکے اذن کے بغیر سفارش نہیں کر سکے گا۔ اس لئے یہی اللہ جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے جو عرش حکومت پر متمکن ہو کر عدل و انصاف کے ساتھ فرمانروائی کر رہا ہے۔ جسکے ہاں کوئی بڑے سے بڑا سفارشی بھی اسکی اجازت کے بغیر' کسی کی سفارش کو جرات نہیں کر سکے گا۔ وہی اللہ تمہارا رب ہے تو اپنے اس رب کی بندگی کرو۔ تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے اس کے سوا اور کوئی مرجع نہیں ہے یہ اللہ کا شدنی وعدہ ہے یہ اس لئے ہو گا۔ کہ اہل ایمان کو جنہوں نے ایمان کے تقاضوں اور مطالبات کو پورا کرتے ہوئے اس کے مناسب کام کئے عدل و انصاف سے بدلہ سے اور منکرین اپنے انجام بد سے دوچار ہوں۔

چونکہ اس کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم اللہ تعالیٰ ہے اس لئے پوری کائنات اس کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ سورۃ آل عمران میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے

افغیر دین اللہ یبغون و لہ اسلم من فی السمٰوات و الارض طوعا و کرھا و الیہ یرجعون (پ ۳ آیت نمبر ۸۳)

کیا یہ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں حالانکہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی ناخوشی سب اس کے فرمانبردار ہیں اور سب اس کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اس آیت پر ان لوگوں سے بانداز استعجاب سوال کیا گیا ہے جو اسلام کو قبول کرنے سے گریزاں ہیں کہ آخر اس سعی فرار کا مقصد کیا ہے؟ کیا اللہ کے دین کے سوا اور کوئی دین بھی ہے اللہ کا دین تو پوری کائنات کا دین ہے سورج چاند ابر ہوا اور آسمان و زمین سب اسکے پیروکار ہیں

16

کسی کی مجال ہے کہ وہ اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے سرتابی کر سکے۔ہاں اتنی بات ہے کہ انسان کے سوا ہر چیز تکوینی طور پر اسکے حکم کی پابند ہے اور اسکی مخالفت کرنا اس کے لئے ممکن نہیں اس لئے جزا و سزا بھی نہیں۔ لیکن انسان کی زندگی کے دو دائرے ہیں۔

تکوینی اور تشریعی :۔ تکوینی دائرہ میں انسان بھی اللہ کے قوانین کے تحت عاجز سر فگندہ ہے اس کی مجال نہیں کہ وہ زندگی اور موت کے طبعی قوانین سے بھاگ سکے۔ لیکن تشریعی دائرہ میں انسان کو بااختیار بنایا گیا ہے۔ اب اس کی مرضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کی شریعت کے حوالے کر دے۔ اور پوری کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہم آہنگ اور ہم رنگ ہو جائے۔ یا شیطان کے راستہ پر چلتے ہوئے حکم خداوندی کے امتثال سے گریز کرے۔

اس کائنات میں انسان کا مقام سورۃ آل عمران کی آیت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان طبعی اور تکوینی قوانین اور تقریری امور میں مجبور محض ہے لیکن تشریعی امور میں وہ بااختیار ہے سورۃ احزاب میں اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان۔انہ کان ظلوما جهولا (پ ۲۲ آیت نمبر ۷۲)

ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈرے اور انسان نے اسے اٹھالیا بے شک وہ ظلم کرنے والا اور جذبات سے مغلوب ہو جانے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے شریعت یا اطاعت بالاختیار کی امانت آسمانوں زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی لیکن وہ سب اس عظیم ذمہ داری کے اٹھانے سے ڈرے اور اپنی معذرت پیش کر دی۔ کہ وہ بارگراں کی تاب نہیں رکھتے۔ کیونکہ ذمہ داری کے تحمل کے لئے اس کے مطابق و مناسب صلاحیت و استعداد درکار ہوتی ہے۔ اگر وہ صلاحیت موجود نہ ہو تو اس کا تحمل

ممکن نہیں ہوتا۔ آپ ہر زمین میں ہر چیز کاشت نہیں کر سکتے۔ زمین کا ایک معمولی ٹکڑا بیج یا گٹھلی کا امین بن کر اس کے نشوونما اور فروغ کا متحمل ہو سکتا ہے۔ لیکن دریا پہاڑ اور لق و دق بیاباں میں آپ کاشت نہیں کر سکتے۔ بنجر زمین میں اگر آپ تخم ریزی کریں گے تو اپنی محنت کوشش اور بیج کو ضائع کریں گے اور یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ اگر کسی چیز کے اندر کسی چیز کے قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو اس کے قبول کرنے سے انکار کرے گی۔ آپ حیوان کو لکھنا پڑھنا نہیں سکھا سکتے۔ ہماری آنکھ ایک حد تک روشنی کی متحمل ہو سکتی ہے اور روشنی کی تعداد اس حد سے بڑھ جائے تو ہم آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ اس طرح ہمارا معدہ ہر چیز کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہم پتھر اور لوہا ہضم نہیں کر سکتے۔ گویا کہ مخلوق کو جس مقصد کیلئے پیدا کیا گیا اس کی صلاحیت و استعداد بھی اس کو بخشی ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال ربنا الذی اعطیٰ کل شئی خلقہ ثم ھدٰی۔ کہا ہمارا مالک وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی پیدائش دی پھر اس کی راہ دکھائی۔

اس طرح آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے اندر ارادہ و اختیار کی آزادی کی قوت و صلاحیت نہیں رکھی تھی اسلئے وہ اس بار امانت کو قبول نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ مجبور و مقہور مخلوق ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین (حم سجدہ) پر قصد کیا آسمان کی طرف۔ پس کہا اس کیلئے اور زمین کیلئے۔ آؤ تم دونوں خوش یا ناخوش کہا دونوں نے آئے ہم دونوں خوشی سے۔

انسان کو اختیار و ارادہ کی آزادی حاصل ہے اس لئے وہ اس کا امین بنا۔ اور یہی عہد الست ہے جسے سورۃ اعراف میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین۔ (پ۹ آیت نمبر ۱۷۲)

اور یاد کرو جب نکالا تمہارے رب نے بنی آدم سے۔ ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اور ان کو گواہ ٹھہرایا خود ان کے اوپر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں بولے ہاں تو ہمارا رب ہے ہم اس کے گواہ ہیں یہ ہم نے اس لئے کہا کہ مبادا قیامت کو تم عذر کرو کہ ہم تو اس سے بے خبر ہی رہے۔

اس آیت میں اس حقیقت کو بیان کر دیا گیا ہے کہ قیامت تک جتنے بنی آدم پیدا ہونے والے ہیں عالم غیب میں ان سب کو وجود بخشا گیا تھا۔ پھر ان سے سوال ہوا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اس کے جواب میں سب نے یہ اقرار کیا تھا کہ ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے اور ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور گواہ ہیں۔

یہ عہدِ ربوبیت ہی تمام شریعت کی بنیاد واساس ہے جس طرح گٹھلی میں پورا درخت موجود ہوتا ہے۔ اس طرح دین کا منبع و سرچشمہ اور مصدر عہد ربوبیت ہے جو پوری انسانیت سے لیا گیا تھا اس لئے سورہ احقاف میں فرمایا۔

ان الذین قالو اربنا اللہ ثم استقاموا فلاخوف علیهم ولا هم یحزنون اولئک اصحٰب الجنتہ خالدین فیها جزاء بما کانوا یعلمون (پ ۲۶ آیت نمبر ۱۳-۱۴)

بیشک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسکے اوپر جمے رہے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی اہل جنت ہیں اس میں ہمیشہ رہنے والے یہ بدلہ ہوگا ان عملوں کا جو وہ کرتے رہے۔

یعنی جن لوگوں نے قرآن کی دعوت قبول کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے اور پھر تمام مخالفتوں کے علی الرغم اس اقرار کے تقاضوں کو پورا کیا اور وہ صراط مستقیم پر ڈٹ گئے۔ ان کے لئے ابدی جنت کی بشارت ہے نہ ان کو مستقبل کے بارے میں کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ ماضی پر کوئی غم وہ ہمیشہ کے لئے جنت کے مالک ہوں گے۔ اور یہ چیز انہیں ان کے اعمال کے صلہ میں ملے گی۔

اور اس عہد و میثاق ربوبیت کے مطابق انسان کی فطرت میں اس عہد و میثاق کا اقرار و اعتراف اور اثر رکھا گیا ہے سورۃ الروم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فاقم وجھک للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون (پ۲۱ آیت نمبر ۳۰)

پس تم اپنا رخ یکسو ہو کر دین کی طرف کرو۔ اس دین فطرت کی پیروی کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو تبدیل کرنا نہیں ہے۔ یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس آیت نے اس حقیقت کو واشگاف کیا کہ دین کی پابندی اور اس کا التزام انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ یہ دین کوئی خارجی چیز نہیں ہے۔ جو انسان پر مسلط کی ہے بلکہ یہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے اسلئے اس دین فطرت سے انحراف و اعراض انسان کے لئے تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے۔ اور وہ خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ انسان کی اس ساخت اور فطرت کی بنا پر انسان کو خیر و شر اور حق و باطل کی معرفت بخشی گئی ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: اداریہ

چادروں سے آپکا لباس تیار ہو گیا۔ جس پر امت مطمئن ہوئی۔

لیکن ادھر عالم یہ ہے کہ سوال کرنے والے کو مطمئن کرنے کی بجائے دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے خلاف مقدمات تیار کیے جا رہے ہیں شاہانہ اخراجات اور لوٹ مار میں شریک صدر کتنا بے رحم لگتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سربراہ کو قطعاً یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ لوٹ مار میں ملوث ہو اور نجی دوروں پر کروڑوں روپے صرف کرے۔ اس لیے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے اعلیٰ سطح پر اسکی تحقیقات ہونی چاہیے اگر صدر صاحب سچے ہیں تو انکا ہی بھلا ہے کہ عدالت انہیں بری کر دے گی۔ اور اگر وہ سنگین الزامات میں ملوث ہیں تو انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی اس منصب پر نہیں رہنا چاہیے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ صدر صاحب مستعفی ہو کر عدالتی تحقیقات کروائیں گے اور ایک اعلیٰ روایت قائم کریں گے۔